ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۸/ دسمبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

حمدِ ربِّ اکبر

پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے دورِ جام اس کا ۔۔۔ کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطفِ عام اس کا

گواہی دے رہی ہے اسکی یکتائی پہ ذات اس کی ۔۔۔ دوئی کے نقش سب جھوٹے، ہے سچا ایک نام اس کا

ہر اک پتہ چمن کا داستاں اس کی سناتا ہے ۔۔۔ ہر اک جھونکا ہوا کا آکے دیتا ہے پیام اس کا

نظام اپنا لئے پھرتا ہے کیا خورشیدِ نور افشاں ۔۔۔ کروڑوں ایسی دنیاؤں کو شامل ہے نظام اس کا

میں اس کو کعبہ و بتخانہ میں کیوں ڈھونڈنے نکلوں ۔۔۔ مرے ٹوٹے ہوئے دل ہی کے اندر ہے مقام اس کا

سراپا معصیت میں ہوں سراپا مغفرت وہ ہے ۔۔۔ خطاکوشی روش میری خطاپوشی ہے کام اس کا

مری افتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی ۔۔۔ کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے تھام اس کا

وہ خود بھی بے نشاں ہے زخم بھی ہیں بے نشاں اس کے ۔۔۔ دیا ہے اس نے جو چرکا نہیں ہے التیام اس کا

عبودیت کو بھی کیا کیا مدارج اس نے بخشے ہیں ۔۔۔ جہاں میں بن کے آتا ہے رسولؐ اسکا غلام اس کا

ہوئی ختم اس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر ۔۔۔ کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اس کا

بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ رہ کر ۔۔۔ مگر نور اپنی ساعت پر رہا ہو کر تمام اس کا

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بیڈھب گرفت اسکی
ڈر اسکی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ خدّام الدّین لاہور

جلد ۷ | ۲۸ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۶۱ء | شمارہ ۳۲

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

حمد ربِّ اکبر	مولانا ظفر علی خاں مرحوم
اداریہ	مدیر
احادیث رسولؐ	ماخوذ
مجلس ذکر	حضرت شیخ التفسیر مدظلہ
خطبہ جمعہ	" " "
دنیا کا مسافر	مولانا سعد حسن خاں یوسفی ٹونکی
حضرت صدیق اکبرؓ	شہباز صدیقی
تباہ کُن رکاوٹیں	مولانا محمد شفیع عمرالدین سانگھڑ
بچوں کا صفحہ	کمال الدین مدرس

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ :- گیارہ روپے ششماہی :- چھ روپے
سہ ماہی :- تین روپے فی پرچہ :- ۲۵ پیسے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

وزیر قانون پاکستان کی خدمت میں

پچھلے دنوں محترم محمد ابراہیم صاحب وزیر قانون پاکستان نے ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ عائلی قوانین کو شریعت کے خلاف سمجھتے ہیں اور بعض اس کے حامی ہیں۔ اس لئے اس کا فیصلہ آنے والی پارلیمنٹ پر چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔

ہمیں یہ بیان پڑھ کر مسرت ہوئی۔ صحیح انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی اپنی بات کی پچ رکھنے پر اصرار نہ کرے اور جہاں حق دیکھے فوراً اسے قبول کر لے۔ غلطی کس سے نہیں ہوتی! دنیا میں بڑے بڑے لوگوں سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہٹلر کی غلط سیاست سے ایک طرف کروڑوں انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ دوسری طرف خود اس کی اپنی قوم کو عرصۂ دراز کے لئے مصائب کا شکار ہونا پڑ گیا۔ شریف حسین کی ایک قومی لغزش نے جو ٹرکی کی طرف سے مکّہ معظمہ کا گورنر تھا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی حکومت (خلافت عثمانیہ) کے ٹکڑے ٹکڑے ہی نہیں کر دئے بلکہ عربوں کا شیرازہ بھی بکھیر کے رکھ دیا۔ خود پاکستان میں سابقہ وزارتوں کی غلطیوں نے ملک کا جو حال بنایا وُہ آپ کے سامنے ہے۔ غلطی نہ ہونا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ انسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہو سکتا۔ اچھے اور لائق آدمی کا فرض یہ ہے کہ وہ غلطی پر اصرار نہ کرے موجودہ فوجی حکومت نے جس کو کوئی سابق تجربہ نہیں تھا ملک کا نظم و نسق جن حالات میں سنبھالا اور بغیر کسی خاص پیچیدگی کے حالات پر قابو پایا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی خاص مدد تھی۔ اطمینان کے بعد حکومت نے مختلف احکام نافذ کئے بعضوں کو منسوخ کیا، بعضوں میں ترمیم کی۔ یہ ترمیم و تنسیخ ہر حکومت میں ہر زمانہ میں ہوتی رہتی ہے۔ حکومتیں بدلتی ہیں، دستور بدلتے ہیں اور آئین بدلتے رہتے ہیں۔ نہ بدلنے والی ایک ذات باریتعالےٰ ہے اور اس کا قانون۔

وزیر قانون کے مندرجہ بالا بیان سے جہاں یہ اطمینان ہوتا ہے۔ کہ عائلی قوانین کے بقاء و دوام پر حکومت کو اصرار نہیں ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کا اصل مقصد ملک کے کروڑوں عوام کی رائے اور مفاد کے مطابق اقدامات کرنے اور قوانین بنانے ہیں اور اسی لئے وہ عوام کے نمائندوں کی پارلیمنٹ پر انحصار رکھنا چاہتی ہے

ہمیں حکومت کی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں۔ البتہ یہاں اس ضمن میں تین بحثیں پیدا ہوتی ہیں۔ جن پر ہم محترم وزیر قانون کو متوجہ کرتے ہیں۔

ا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظم و نسق کے ضوابط۔ اجراء احکام کے قواعد اور ملکی مفادات کے لئے مناسب تجاویز کی مرکزی حکومت مجاز ہے اور پوری ذمہ دار ہے کہ وہ اہل شوریٰ کے مشورہ سے یہ سارے کام سرانجام دے۔ مگر جن احکام کی شریعت نے تصریح کر دی ہے۔ جن میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا معلوم ہو چکا ہے۔ وہ محتاج مشورہ یا قابل ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتے۔ ان کے بارہ میں مسلمان حکمران کی ذمہ داری

(باقی صفحہ ۶ پر)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِی بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اسْتُجَابَ لَهٗ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مچھلی والے یعنی حضرت یونسؑ کی وہ دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے مانگی تھی یہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ - یعنی کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں مگر تو۔ پاک ہے تو اور تحقیق میں تھا ظالموں میں سے۔ جو مسلمان کسی مطلب کے لئے اس دعا کو مانگے اللہ اس کو قبول کرتا ہے۔

ایک خاص دعا کی فضیلت

عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ دخلت مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً فَاِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيْبٌ قَالَ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیُّ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهٖ ثُمَّ جَلَسَ اَبُوْ مُوْسٰى يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخْبِرُهٗ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ اَنْتَ الْيَوْمَ لِیْ اَخٌ صَدِيْقٌ حَدَّثْتَنِیْ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

ترجمہ۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں۔ کہ عشا کے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں گیا (دیکھا کہ) ایک شخص بلند آواز سے قرآن مجید پڑھ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس شخص کو آپ ریا کار یعنی منافق سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ مومن اور رجوع کرنے والا غفلت سے ذکر الہیٰ کی جانب بریدہؓ کہتے ہیں۔ کہ ابو موسیٰ اشعری (یعنی وہی شخص) برابر بلند آواز سے قرآن پڑھتے رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ ان کی قرأت کو سنتے رہے۔ پھر ابو موسیٰ دعا کے لئے بیٹھے رہے۔ اور کہنا شروع کیا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی اے اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں یعنی اس امر کا اعتقاد رکھتا ہوں۔ کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے بے نیاز ہے۔ نہ کسی نے تجھ کو جنا نہ تو نے کسی کو جنا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا۔ اس نے سوال کیا خدا کے اس نام سے کہ جب اس سے مانگا جائے دیا جائے۔ اور جب اس کے ذریعہ دعا کی جائے قبول ہو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جو بات میں نے آپ سے سنی ہے کیا اس سے ابوموسیٰ کو آگاہ کردوں آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ میں نے ابوموسیٰ کو آپ کے ارشاد سے آگاہ کردیا۔ ابوموسیٰ نے کہا۔ تو آج سے میرا سچا بھائی ہے۔ کہ تو نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آگاہ کیا

تسبیح تحمید تہلیل اور تکبیر کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ میرا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا میرے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی عیادت کی اور فرمایا تجھ کو خوشخبری ہو کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ بخار میری آگ ہے۔ جس کو میں اپنے مومن بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں کہ وہ (بخار) قیامت کے دن اس کے لئے دوزخ کی آگ کا بدلہ قرار پائے۔

(ابن ماجہ، بیہقی در شعب الایمان)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ ر نومبر ۱۹۶۱ء

آج مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

دُنیا میں انسانوں کی دو قسمیں

عرض یہ ہے کہ میں آپ سب حضرات کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سب کی مغفرت فرما دی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن سب کو بخش دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

میں ذکر کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں آپ حضرات کی اصلاح کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۝ وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعۡیُہُمۡ مَّشۡکُوۡرًا ۝

(پ ۱۵ - ع ۲)

ترجمہ:- جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ جنہیں صرف دنیا کی خوشحالی مقصود ہے وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح اچھا کھائیں اچھا پیئیں، اچھے مکان میں رہیں، اچھا لباس پہنیں وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرے وہ جنہیں صرف آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کی خوشحالی مقصود ہے۔ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی کو مقصود بالذات نہیں بناتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ۔ (بے شک اصلی گھر آخرت کا گھر ہے) اس لئے یہ لوگ آخرت کی زندگی کو مقصود بالذات بناتے ہیں جو لوگ دنیا کی خوشحالی کو مقصود بالذات بنا کر آخرت کی زندگی سے بالکل لاپروا ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے (خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ) دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

فارسی میں کسی بزرگ کا مقولہ ہے :-

دریں دنیا کسے بےغم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

یعنی اس دنیا میں بےغم کوئی نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ حیوان ہوگا انسان نہیں ہوگا۔ آج کل کے دنیاداروں کی حالت ملاحظہ ہو۔

اگر ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ ہے تو ہر وقت فکر ہے کہ ۴۰ روپے ہو جائے۔ اگر ۱۰۰ روپے ہے تو ۱۵۰ روپے کی فکر ہے اور اگر ۲۰۰ روپے ہے تو ۳۰۰ روپے کا لالچ ہے اور اگر ۵۰۰ روپے ہے تو ۷۰۰ روپے کی خواہش کرتا ہے غرض ہر ایک انسان تنخواہ کی کمی محسوس کرتا ہے اور اس طرح تقریباً ہر ایک بےچین ہے نہ ۳۰ روپے تنخواہ لینے والا خوش ہے اور نہ ۷۰۰ روپے تنخواہ لینے والا خوش ہے یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ یاد رکھو جتنی تنخواہ زیادہ ہوتی جائے گی۔ اُتنے ہی زیادہ اخراجات بڑھتے جائیں گے۔ اگر کوٹھی خرید لی ہے تو اس میں باغ لگانے کے لئے مالی کی ضرورت پڑے گی، صفائی کے لئے بھنگی، کپڑوں کے دھونے کے لئے دھوبی، کھانا پکانے کے لئے باورچی اور دوسرے کاموں کے لئے نوکر کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ کوٹھی کے ساتھ اپنی شان کو بھی برقرار رکھنا پڑتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقصود بالذات بنا لیا جائے تو اللہ تعالےٰ دنیا میں چین نصیب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ (خبردار۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے) بادشاہ وقت سب سے زیادہ دکھی ہوتا ہے اُسے ہر وقت دشمنوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ غریب آرام سے چھپّر میں سوتا ہے اور امیر اپنی کوٹھی میں بےچینی سے زندگی بسر کرتا ہے۔

میں نے شروع میں جو آیت پڑھی ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنائے گا تو ہم اُسے اتنا ہی دیں گے جتنا ہم چاہیں گے۔ اور اس کے بعد آخرت میں اس کے لئے اُس کے بدلے میں دوزخ تیار کر رکھی ہے اور اُسے جہنم میں پھینکا جائے گا۔ اور جو شخص دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے کی بجائے آخرت کی زندگی کو مقصود بالذات بناتا ہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ اور ساتھ اس کے وہ ایماندار بھی ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے اس شکریہ میں اس

کی اس کوشش کو قبول کرے گا اور آخرت میں اس کے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ) اللہ تعالےٰ ہم سب کو آخرت کی زندگی کی خوشحالی مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اگر آخرت کی خوشحالی کے لئے ہم کوشش کریں گے تو اللہ تعالےٰ دنیا بھی اچھی طرح بسر کرائیں گے اور آخرت میں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ لیکن آج کل تقریباً سب دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کی فکر میں ہیں اور آخرت کو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔ اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بی۔اے۔ ایم۔اے ہو جائیں تو اچھی طرح زندگی گذریگی لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اتنا ہی دیں گے۔ جتنا ہم چاہیں گے۔ اور آخرت میں ان لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے آخرت کی زندگی کے لئے کوئی کوشش و ہمت نہیں کی۔

انگریز بے ایمان نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ سینما کی لعنت انگریز اپنے ساتھ لندن سے لایا تھا۔ آج کل لاہور میں ہندو ہے نہ سکھ۔ سب مسلمان ہیں اور لاہور میں ۲۷ سینما ہیں۔ زنا کے چکلے موجود ہیں شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ان سینماؤں میں کون جاتا ہے مسلمان یا ہندو؟ چکلوں میں زنا کے لئے کون جاتا ہے؟ شراب کی دکانیں کن کے لئے ہیں؟

یاد رکھو جو مرد یا عورتیں سینما میں کنجریوں کا گانا سننے کے لئے جاتے ہیں وہ سب بدمعاش ہیں۔ چاہے وہ ایم۔اے ہو یا پی۔ایچ۔ ڈی یا کوئی جاہل ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کسی اجنبی عورت پر بیساختہ نظر پڑ جائے تو معاف ہے۔ لیکن دوبارہ جان بوجھ کر اسے جھانکنا حرام ہے۔ آج کل مرد عورتوں کو دیکھنے کے لئے اور عورتیں مردوں کو دیکھنے کے لئے ہر روز سینما میں جاتے ہیں۔

اے دوسروں کی بیویوں اور لڑکیوں کو جھانک کر دیکھنے والو! کیا تم اپنی لڑکی یا بیوی کو سر عام دوسرے لوگوں کو دکھانا پسند کروگے۔ کہ یہ دیکھو میری بیٹی کتنی خوبصورت ہے۔ اس کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔

اگر تم اپنی بیوی یا بیٹی کو دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرتے تو اوروں کی لڑکیوں اور بیویوں کو تم کیوں دیکھتے ہو۔ تم کو شرم نہیں آتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ مومن کی شان ہے جو اپنے لئے چیز پسند کرے وہی دوسروں کے لئے اور جو اپنے لئے ناپسند کرے وہی دوسروں کے لئے ناپسند کرے۔

یہ دین سے دوری اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی قرآن کی تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ ہے۔

نہ پرائمری میں قرآن ہے۔ نہ مڈل میں نہ ہائی میں نہ کالج میں۔ قرآن ناظرہ تک نہیں ہے اور ڈگری دی جاتی ہے ایم۔اے (ماسٹر آف آرٹ) دین سے بالکل جاہل۔ یہ سب بی۔اے، ایم۔اے جو قرآن مجید سے ناواقف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں جنہیں ناظرہ قرآن مجید پڑھنا نہیں آتا۔ یاد رکھو۔ اگر تم اپنی اولاد کو دنیا کی تعلیم کے ساتھ دین کی تعلیم نہیں دوگے۔ کسی عالم ربانی کے پاس قرآن مجید کی تعلیم نہیں دوگے تو یہی اولاد قیامت کے دن تمہارے لئے باعث عذاب ہو گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں جائینگے تو دعا کریں گے کہ یا اللہ ہم کو ہمارے ماں باپ نے گمراہ کیا انہوں نے تیرے دین کا راستہ نہیں دکھایا کالج کا راستہ دکھایا۔ یا اللہ! ہمارے ماں باپ کو تو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔

آپ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم بھی ضرور دیں اور دنیا کی تعلیم بھی پڑھائیں۔ ہر روز ایک گھنٹہ کے لئے کسی عالم ربانی سے قرآن مجید کی تعلیم دلائیں۔ تاکہ یہ قیامت کے دن تمہارے لئے باعث عذاب نہ بنیں اللہ تعالےٰ ہم سب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

و صلے اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

بقیہ اداریہ صد۳ سے آگے

صرف اتنی ہے کہ وہ ان کو نافذ کرے اور ان پر عمل ہونے اور نہ ہونے کی نگرانی رکھے۔ بلکہ بعض حالات میں خلاف ورزی کرنے والوں کو شریعت کی مقرر کردہ سزائیں دے اور اگر کسی خلاف ورزی کی سزا شریعت نے متعین نہیں کی تو مسلمان حکمران خود تعزیر تجویز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکمران کی اطاعت اللہ تعالےٰ نے ایک حکم شرعی کی حیثیت سے لازم قرار دی ہے۔ یہ نیابتہً اللہ تعالےٰ کی زمین میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق پر اللہ تعالےٰ کے احکام جاری کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر مسلم حکمران اللہ تعالےٰ کے احکام کے خلاف کوئی حکم دے تو اس کو واجب التعمیل قرار نہیں دیا۔ مشہور ارشاد نبوی ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہو سکتی)

۲۔ دوسری بحث یہ ہے کہ اگر کسی شرعی مسئلہ میں اختلاف رائے ہو تو اس کا فیصلہ کتاب و سنت کی روشنی میں کیا جائے گا۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ (تو لوٹاؤ اس کو اللہ کی طرف اور رسولؐ کی طرف)

شرعی امور کا فیصلہ شریعت نہ جاننے والے کیسے کر سکتے ہیں۔ ایسے مسائل تو لازماً ماہرین شریعت کی رائے کے مطابق ہی طے ہو سکتے ہیں۔ انجنیئری کا کوئی مسئلہ انجنیئر ہی طے کر سکتے ہیں۔ قانون

باقی صد۱۸ پر

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمندوں کی کیا صفات ہیں وہ ان دو آیتوں میں ہیں اس کے بعد ان صفات والوں کی جزاء خیر کا ذکر بھی ہے

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ - سمجھتے تو عقلمند ہی ہیں وہ لوگ جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں - اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں - اور نماز قائم کرتے ہیں - اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے - اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں - اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

عقلمندوں کی مذکورہ الصدر آیات میں آٹھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی صفت

یہ ہے - کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا عہد جو کر رکھا ہے - اس کو پورا کرتے ہیں اسے ہرگز نہیں توڑتے اس عہد سے مراد ازل کا عہد ہے - جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کرکے لیا تھا (الست بربکم) سب نے یک زبان ہوکر کہا تھا - (بلیٰ) کہ تو ہمارا یقیناً رب ہے (اسی عہد کو عہد الست کہا جاتا ہے)۔

دوسری صفت

قولہ (وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی

صلہ رحم کرتے ہیں - یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں - یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں - یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے - کہ کسی کو مانیں - کسی کو نہ مانیں -

تیسری صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں -

چوتھی صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں -

یعنی

حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کرکے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے - کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی -

پانچویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ) سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا - اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے

یعنی

مصائب وشدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا - کسی سختی سے گھبرا کر طاعت الٰہی کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا - اور نہ معصیت کی طرف جھکے - اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے - نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا - مجبور ہوگئے تو صبر کرکے بیٹھ رہے -

چھٹی صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کی۔

مطلب

نماز کے قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں بالالتزام پڑھتے ہیں یہ نہیں کرتے کہ کبھی دل چاہا۔ تو پڑھ لی۔ اور کبھی نہ چاہا۔ تو چھوڑ دی۔ مثلاً کچھ نمازی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ طبیعت حاضر ہوئی۔ تو پڑھ لی۔ اور طبیعت تھکی ماندی ہے۔ تو قضا کر دی

ساتویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔

وضاحت

پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ (کیونکہ اس صورت میں ریاء (جو شرک ہے) ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا) الا یہ اور کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہوتی ہے۔

آٹھویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔

یعنی

برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے۔ تو یہ معاف کر دیتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی دینے سے برائی کے ترقی کرنے کا خطرہ نہ ہو۔ بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں بھلا ۴۴

۴۴ کام یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی کرتے ہیں۔

ان حضرات کی جزاء خیر سنئے

(قولہ تعالیٰ (جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے

اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین

دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنے اندر ان مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ راندہ درگاہ الٰہی کوئی بھی نہ ہونے پائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ (بخاری)

دنیا میں ایسا رہ کہ گویا تو مسافر یا راہ گیر ہے۔

دنیا کا مسافر

مولانا سعد حسن خاں یوسفی ٹونکی

(۳)

آخرت کی تیاری

اے انسان تُو دنیا میں مسافر یا راہگیر ہے۔ دنیا تیری راہ سفر ہے لیکن ہر سفر کی راہ متعین و مقرر ہے۔ بخلاف دنیا کی راہ کے کہ اس کی کوئی مقدار نہیں اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ نہ یہ راہ مہینوں اور دنوں سے ناپی جا سکتی ہے نہ یہ گھڑیوں اور ساعتوں کے شمار میں آ سکتی ہے۔ کسی کو کیا پتہ وہ کب تک ہے اور کب نہیں۔ کب تک رہے اور کب چل بسے۔ انسان کے آنے میں پھر بھی دیر ہے جانے میں کچھ دیر نہیں۔ اس لئے اے انسان ہر وقت تیاری میں رہ۔ آخرت کے استقبال میں رہ۔ ایسا نہ ہو کہ تو تیار نہ ہو۔ بے سروسامان ہو اور موت کا فرشتہ تجھ پر سوار ہو۔ سفر تیرا ختم ہو۔ منزل پر تیرا قدم ہو مگر تو آخرت کے لئے کچھ نہ رکھتا ہو۔ کیا تجھے پتہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے۔ ارشاد ہے۔ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْ اٰدَمَ مَا خَلَّفَ (بیہقی)

ترجمہ۔ یعنی جب انسان اس دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کرتا ہے۔ (اور ابھی چار بھائیوں کے کندھوں پر ہوتا ہے) تو فرشتے اور انسان (اس کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کے مطابق سوالات کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں

کہ اس مرنے والے نے اپنی آخرت کے لئے کیا بھیجا اور آدمی کہتے ہیں کہ اس نے دنیا میں کیا چھوڑا۔

بس اے دنیا سے چل بسنے والے انسان فرشتوں کی نظر سے اپنے کو جانچ اور اپنے سامان کا جائزہ لے کہ وہ دنیا میں رہ جانے والا ہے یا تیرے ساتھ جانے والا ہے۔ یہاں رہ جانے والا سامان یہیں چھوڑ اور ساتھ جانے والا سامان ہر دم اپنے ساتھ رکھ۔ اس بے وفا زندگی پر تو تکیہ لگائے بیٹھا ہے اس فانی حیات پر تو نے بھروسہ کر رکھا ہے۔ زندگی کی حقیقت کو سمجھ۔ موت کے آنے کی رفتار کو پہچان۔ تیری زندگی کیا ہے۔ ایک ہوا ہے جس کا نام تو نے سانس رکھا ہے۔ وہ کبھی چلتی ہے کبھی رُکتی ہے۔ کبھی ایک سمت چلتی ہے کبھی اپنا رخ پلٹتی ہے۔ یہ نہ چلنے میں وقت لیتی ہے نہ رُکنے میں۔ اس کا چلنا تیری زندگی ہے اس کا رُکنا تیری موت ہے۔ ابھی ہوا رُکی اور ابھی تیرا سفر دنیا بھی رکا اور تو منزل پر پہنچا۔ تیرا رکیا تیرے سامنے آیا۔ پھر کان کھول اور یہ بھی سُن اور ہم سے نہیں بلکہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن

یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ۔ (مسلم)

ترجمہ:۔ کہ قیامت کے دن ہر بندہ اُس حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر کہ وہ مرا ہے۔

گویا تیرا سفر دنیا گو اچھا کٹا ہو عمدہ گذرا ہو مگر اعتبار اُسی حالت کا ہوتا ہے جس پر تیرا خاتمہ ہُوا ہو جس پر تُو نے دنیا سے اپنا بستر لپیٹا ہے۔ اگر تُو گناہ سے ہر گھڑی اور ہر وقت چوکنا رہے گا۔ قدم قدم پر موت سے کھٹکتا اور ڈرتا رہے گا تو دنیا سے تیرا کوچ بُری گھڑی کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ تیرا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ دنیا سے سُرخرو جائے گا اور آخرت میں بھی سُرخرو رہے گا۔ اور اگر آج نہیں کل کروں گا ابھی نہیں پھر کر لوں گا کے چکّر میں پھنسا رہے گا۔ تو یاد رکھ جلد عذاب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔ دوسروں کو اپنے اوپر ہنسائے گا۔ دنیا کے معاملات میں سوچ بچار ٹھیک ہے۔ دنیا کے دھندوں میں تاخیر و درنگ مناسب ہے لیکن آخرت کی باتوں میں دیر لگانا اپنے کو موت کی اچانک گولی کا نشانہ بنانا ہے۔

اَلتُّؤَدَةُ فِیْ کُلِّ شَیْئٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ تاخیر اور ڈھیل ہر چیز میں بہتر ہے مگر عمل آخرت میں۔ یعنی اس میں تاخیر ہرگز مناسب نہیں۔

اور اے غافل انسان! ذرا عقل سے کام لے۔ اور یہ سوچ کر اپنی غلطی آپ نکال لے کہ اگر تجھ کو یہ پتہ ہو کہ کل تجھ پر آئے گا تو تجھ کو اختیار ہے کہ آج کے عمل کو تو کل پر ٹال اور آج اور آرام کر لے۔ لیکن تجھ کو یہ علم کب ہے کہ کل تو زندہ رہے گا۔ زندگی تو زندگی تجھ کو یہ پتہ نہیں کہ کل تُو کیا کرے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا۔

ترجمہ:۔ کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔

تیری موت کی کنجی خود تیرے ہاتھ میں نہیں کہ کل تک تو اپنے ارادے سے زندہ رہ لے۔ بلکہ تیری زندگی کی باگ تیرے پروردگار کے ہاتھ میں ہے۔ اُسی کے حکم سے تُو زندہ ہے اسی کے حکم سے تو مرتا ہے اور اس کے حکم کا تجھ کو کیا پتہ ہے تُو کیا جانے کس وقت تیری موت کے لئے وہ حکم دیتا ہے۔ پھر ایک دھوکے کی چیز پر آخرت کی اٹل چیز کا مدار کیوں رکھتا ہے اور یہ موجودہ وقت جو بلا شک تیرے ہاتھ میں ہے اس کو دنیا کی دھوکے کی زندگی میں کیوں کھپاتا ہے۔ عقل کو شرماتا ہے انصاف کا خون کرتا ہے۔ اگر تو بڑی بڑی کوٹھیوں پر فریفتہ ہے شاندار محلات کا دلدادہ ہے۔ تو خدا را پتھروں اور اینٹوں میں اپنا دل نہ گنوا۔ تیرا اصل آرام دنیا کے بالاخانوں میں نہیں بلکہ خاک کی گود میں ہے۔ یہ رہائشی ٹھاٹھ باٹ تُو بہت جلد یہیں چھوڑ جائے گا اور زمین کی تہہ میں پڑا ہوگا تو نہ بالاخانوں میں ہوگا۔ نہ اونچی اونچی کوٹھیوں میں ہوگا بلکہ انہیں بالاخانوں پر رہنے والوں کے قدم تیرے سر پر ہوں گے۔ اور تو ان کے قدموں میں دبا پڑا ہوگا۔ لہذا تُو عمل خیر سے اسی خاک کی آبیاری کر اور اس کو اپنے لئے جنت کا باغیچہ بنا کر تو اس میں دولھا کی طرح آرام کی نیند سو جا۔

رہائشی آرام پر مٹنے والے انسان ذرا تو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی سُن

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ مَرَّبِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّیْ نُطَیِّنُ شَیْئًا ط وَقَالَ مَا ھٰذَا یَا عَبْدَ اللّٰہِ قُلْتُ شَیْئٌ نُصْلِحُہٗ قَالَ اَلْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذَالِکَ

(ترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عمروؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور میری والدہ مٹی سے اپنے مکان کی درستی کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہم پر ہُوا اور آپ نے مجھ سے پوچھا اے عبداللہ یہ کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اس مکان کو درست کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے۔ یعنی فرمایا کہ مکان گرنے سے پہلے موت کا تم تک پہنچ جانے

اندیشہ ہے گویا تم کو یہی تو خوف ہے کہ تمہاری موت سے پہلے تمہارا مکان نہ گر جائے لیکن یہ مجھی تو کھٹکا ہے کہ مکان گرنے سے پہلے تم مر جاؤ۔ لہذا مکان کی درستی سے پہلے عمل کی درستی کرو۔ اور پہلے آنے والی چیز کی پہلے تیاری کرو۔ یہ تو کچے مکان کا قصہ ہے۔ اور آج کے انسان کا دل تو کوٹھیوں میں الجھا پڑا ہے مٹی کے ڈھیر کو وہ بھولا بیٹھا ہے تو اس کا اپنی جان پر ظلم تو اور بھی بڑا ہے

اے دنیا کے مسافر! اگر تو کھانے پر فدا ہے پیٹ کا بندہ ہے اور یوں آخرت کو بھولا ہے تو یہ سمجھ کہ تو انسانیت سے گر کر جانور سے جا ملا ہے۔ جانور دنیا میں کھانے کے لئے آیا ہے اور تو کھانے کے لئے نہیں عبادت کے لئے آیا ہے۔ انسان پوری دنیا کا سردار ہے اور جانور اس کا خادم ہے۔ اگر بہت کھانا فخر اور برتری کی نشانی ہوتا تو سردار خادم سے زیادہ کھانے کے قابل ہوتا۔ خادم کو کم ملتا سردار کو زائد ملتا۔ مگر قدرت کا نظام تو یہ ہے۔ کہ جانور کا پیٹ پانچ سیر اور دس سیر کھانے کا لگایا اور سردار کا ایک پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کھانے کا۔ گویا بتایا کہ اے عقلمند انسان تیری برتری کھانے سے نہیں عبادت سے ہے۔ تیری سرداری اور عظمت بسیارخوری میں نہیں کم خوری میں ہے۔

تو کم کھائے گا اور بسیارخوروں پر سرداری کرے گا۔ اور اپنے سردار پروردگار عالم کے سامنے جھکا رہے گا۔ تو اپنے سردار کو دیکھ کہ وہ کھانے سے بالکل ہی بے نیاز ہے اور وہ تیرا بھی سردار ہے۔ لہذا تو زیادہ کھا کر اپنے خادموں سے کیوں ملتا ہے۔ اپنی سرداری پر کیوں حرف لاتا ہے۔ پھر کھانے کے دلدادہ انسان تو ذرا اپنے فعل کی حقیقت کو تو سمجھ کہ تجھ میں عقل آئے۔ تو در اصل زبان کے چٹخارہ کے ہاتھوں بکا ہے۔ ایک قطعہ گزشت پر تو نے آخرت کی بھلائی کو قربان کیا ہے۔ ہونٹوں سے باہر لذیذ ترین چیز اور مٹی برابر ہے۔ وہ نہ میٹھی اور کڑوی ہے نہ اچھی اور بُری ہے بس سب تک زبان پر ہے، لذت ہے جب زبان سے اُتری مٹی ہے

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اے ابوبکرؓ! اے رسولِ ہاشمی کے جانشیں — کوئی انساں تجھ سے بعدِ انبیاء بہتر نہیں
مطلعِ انوارِ ایقاں ہے تری لوحِ جبیں — تُو ہے خورشیدِ خلافت کی شعاعِ اوّلین
سبقتِ ایماں کا حاصل تجھ کو وہ اعزاز ہے
سابقینِ اوّلیں میں افضل و ممتاز ہے

سب سے پہلے ملّتِ بیضا میں تُو داخل ہُوا — سب سے پہلے بہرۂ ایماں تجھے حاصل ہُوا
سب سے پہلے ذکرِ رحماں کے تُو شاغل ہُوا — سب سے پہلے نور سے یزداں کے تُو واصل ہُوا
سب سے پہلے تُو بنا آقائے بطحا کا امام
سب سے پہلے تُو نے پائی مسندِ خیر الانام

حضرت فاروقؓ کا رعبِ جلالت تجھ میں ہے — حضرت عثمانؓ کا وصفِ سخاوت تجھ میں ہے
حیدرِ کرارؓ کی شانِ شہامت تجھ میں ہے — خالدِ جرارؓ کا جوشِ شجاعت تجھ میں ہے
رنگ تجھ سے ہے عیاں حضرتؐ کے کل احباب کا
گویا تیری ذات اک مجموعہ ہے اصحابؓ کا

عائشہؓ جیسی خدا نے دی تجھے نورِ نظر — عبدِ رحمٰن سا عطا تجھ کو ہُوا لختِ جگر
مرحبا دختر تری، اے حبذا تیرا پسر — رشک کرتا ہے تری فطرت پہ ہر فرد و بشر
قابلِ صد فخر ہے عظمت ترے داماد کی
جس کی نسبت سے بڑھی عزت تری اولاد کی

بحرِ زہد و اتقا کا تو ہے اک دُرِّ خوش آب — چرخِ پرہیز و ورع کا تو ہے تاباں آفتاب
تیرے اوصاف و فضائل کا نہیں حصر و حساب — ذکر ہے عظمت کا تیری جابجا درجِ کتاب
ثانیٔ اثنین سے ظاہر تری توقیر ہے
آیۂ اتقیٰ کی تُو سرتاپا تفسیر ہے

پیکرِ اخلاق ہے سرمایۂ ایماں ہے تُو — مصدرِ اشفاق ہے گنجینۂ ایماں ہے تُو
معدنِ انعام ہے مجموعۂ احساں ہے تُو — مخزنِ اکرام ہے سرچشمۂ فیضاں ہے تُو
قلزمِ الطاف بیحد ہے ترا قلبِ رقیق
لونڈیوں کا تُو ہے محسن، تو غلاموں کا شفیق

تُو زمانے میں صداقت کا علمبردار ہے — کاروانِ راستی کا قافلہ سالار ہے
تیری حق گوئی کی شہرت کوچہ و بازار ہے — کذب سے تیری طبیعت نافر و بیزار ہے
بعدِ ایماں ہی دیانت کا تری چرچا نہیں
جاہلیت میں بھی تجھ کو لوگ کہتے تھے امیں

بخشش و ایثار میں کب ہے کوئی تیری مثال — موجزن آٹھوں پہر ہے تیرا دریائے نوال
دے دیا راہِ خدا میں تو نے سب مال و منال — کچھ زن و فرزند کا لایا نہ تو دل میں خیال

اس لئے ہندی میں مثل مشہور ہے "اترا گھاٹی ہوّا ماٹی" یعنی کھانا حلق سے اترا کہ مٹی ہوا۔ پھر یہ

زبان کی لذت بھی دنوں اور گھنٹوں کی نہیں منٹ دو منٹ کی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ

...ی اللہ عنہ

ابوالمزاج شہبازؔ صدیقی
صدر اردو و فارسی دارالعلوم چِلّہ امروہہ

فکرِ بیش و کم سے تجھ کو کچھ نہیں زنہار کام
بس ہے تیرے واسطے اللہ و پیغمبر کا نام

احمدِ مرسلؐ کا تو سب سے بڑا ہے جاں نثار　　تیری پیشانی سے ہے نورِ رفاقت آشکار
دوست تو راحت کا ہے تو رنج میں ہے غمگسار　　تو حضر میں ہمنشیں ہے تو سفر میں یارِ غار

روز و شب شام و سحر حضرتؐ کا ہم صحبت ہے تو
محفلِ خیرالوریٰ کی رونق و زینت ہے تو

تیرا ہر اقدام ہے دانشوری پر تیری صاد　　ہر عمل سے تیرے وابستہ ہے ملّت کا مفاد
تو نے ہمت سے اسامہ کو دیا اذنِ جہاد　　تو نے جرأت سے مٹایا خلفشارِ ارتداد

تو نے باندھی ہر منافق کی ہلاکت پر کمر
بو مسیلم کی جماعت کو کیا زیر و زبر

تو رسولؐ اللہ کی ہے ایک زندہ یادگار　　جلوۂ پیغمبری تیری جبیں سے آشکار
مسندِ انصاف پر تو داورِ رحمت شعار　　گوشۂ مسجد میں ہے اک عابدِ شب زندہ دار

تو امیرالمومنین بھی ہے، امامِ دیں بھی ہے
حاکمِ بالغ نظر بھی، عارفِ حق بیں بھی ہے

تیری ہستی ہے سبب اسلام کی تزئین کا　　تیرا ہر فعل و عمل ہے مستحق تحسین کا
تو نے ہی بیڑا اٹھایا دین کی تلقین کا　　تیرے سر سہرا رہا قرآن کی تدوین کا

تیرے دم سے جہاں میں رونقِ صوم و صلوٰۃ
تیری کوشش سے قائم دہر میں حج و زکوٰۃ

تو شبِ ہجرت ہوا ختمِ رسلؐ کا ہم سفر　　قلب میں تیرے نہ آیا موت کا ہرگز خطر
اے تعالےٰ اللہ تیری جرأتِ قلب و جگر　　ہاں اٹھایا تو نے ہی بارِ نبوّت دوش پر

کر دیا تو نے ادا حقِ رفاقت غار میں
دے دیا انگشت کو اپنی دہانِ مار میں

جب ہوا تجھ سے بیاں معراجِ پیغمبر کا حال　　تو نے کی تصدیقِ قولِ مصطفےٰؐ بے قیل و قال
حسرتیں بوجہل کی دل کی ہوئیں سب پائمال　　منہ کی کھا کر رہ گیا خیرالبشرؐ کا بدسگال

بغضِ پیغمبرؐ سے وہ کافر تو اکفر ہو گیا
نام دنیا میں ترا صدیقِ اکبرؓ ہو گیا

کر سکے شہبازؔ کیا تیرے مناقب کا بیاں　　طاقتِ گفتار اتنی نطق میں اس کے کہاں
سیّدِ کونین کے لب پر ہے تیری داستاں　　مصحفِ اقدس سے ہوتی ہے تری عظمت بیاں

تیرے اذکارِ جمیلہ درج ہیں تورات میں
وصف ہیں تیرے رقم انجیل کی آیات میں

اے انسان تو منٹوں کے مزے کی خاطر لاکھوں برسوں کا آرام و چین ہاتھ سے دے دے اور ہمیشہ کی زندگی پر خاک ڈال دے

اگر تجھ کو مال ملا ہے۔ اور دولت کا تو گرویدہ بنا ہے اور یوں تو نے آخرت کو پس پشت ڈالا ہے تو تیری عقل پر صد حیف ہے۔ تو نے یہ کبھی نہیں سوچا۔ اس طرف تیرا کبھی دھیان نہیں گیا کہ یہ دولت جو تیرے ہاتھ میں آج ہے کتنے انسانوں کے ہاتھوں میں سے یہ گذر چکی ہے۔ کتنوں کو یہ لے ڈوبی ہے اور آج تیری باری ہے۔ یہ دولت نہ کسی کی بنتی ہے نہ بنے گی۔ یہ صرف مالک حقیقی کی ہے۔ اگر تو اس کے مستقبل کو دیکھے تو تجھ کو اور بھی نصیحت و عبرت ہو۔ آج تیرے ہاتھ میں جو دولت ہے وہ تیری نہیں تیرے پسماندگان اور وارثوں کی ہے۔ آج نہیں تو کل موت سے پہلے نہیں تو موت کے بعد اُن کی ہے۔ پھر دوسرے کے مال و دولت پر تو خوشیاں مناتا ہے دوسروں کی ملکیت پر شادیانے بجاتا ہے یہ تجھ کو کہاں تک زیبا ہے

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا کہنا ہے کہ ایک روز نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال فرمایا۔

اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِہٖ۔

ترجمہ:۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال پیارا ہو۔

عرض کیا گیا۔ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال پسند کرتا ہو۔ تو آپ نے فرمایا۔ فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَ مَالَ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ

ترجمہ:۔ کہ اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور وارث کا مال وہ ہے جو اس نے اپنے مرنے کے بعد چھوڑا۔ (بخاری)

مالداروں اور دولت پرستوں کے لئے کیا زرّیں نصیحت ہے۔ یہ اپنی

دولت کو سینہ سے لگائے رکھتے ہیں۔ جان سے زیادہ عزیز جانتے ہیں اور اس میں سے اللہ کی راہ میں حبّہ برابر صرف کرنا پسند نہیں کرتے کیا ان کو پتہ نہیں کہ سانس کا کچھ بھروسہ نہیں ابھی آیا اور ابھی رُکا۔ سانس نکلا اور مال غیروں کا ہوا۔ ابھی اپنا تھا اور ابھی پرایا ہوا۔ سالوں کی جمع کی ہوئی دولت اشاروں میں قبضہ سے نکلی دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچی تو گویا جو ناسمجھ دولت جوڑ جوڑ کر رکھتا ہے۔ پیسہ پیسہ پر نظر رکھتا ہے۔ اپنا بھلا کرتا ہے حقداروں کا حق مارتا ہے۔ خود مصیبت جھیلتا ہے۔ مگر پیسہ پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ وہ در پردہ غیروں کے مال کو پسند کرتا ہے۔ اس کا مال وہ ہے جو وہ اللہ کی راہ میں صرف کرکے اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ بناتا ہے یہاں کے لئے نہیں وہاں کے لئے جوڑتا ہے۔ دنیا کو گذرگاہ جان کر آخرت کی منزل کی فکر رکھتا ہے۔ اور وہیں کا سامان اکٹھا کرتا ہے اے مال کے رسیا ذرا مال کو اور قریب سے دیکھ اور اپنی نگاہ سے نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے دیکھ۔ یہ مال جس پر تو اپنا خون گراتا ہے مرتے وقت سب سے پہلے یہی تجھ کو دغا دیتا ہے۔ اِدھر تیرا دم نکلتا ہے، اُدھر تیرا مال تیرے قبضہ سے نکلتا ہے۔ سُن فرمانِ نبویؐ ہے۔ اَخِلَّاءُ ابْنِ اٰدَمَ ثَلَاثَۃٌ وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اِلٰی قَبْضِ رُوْحِہٖ وَالثَّانِی اِلٰی قَبْرِہٖ وَالثَّالِثُ اِلٰی مَحْشَرِہٖ فَالَّذِیْ یَتْبَعُہٗ اِلٰی قَبْضِ رُوْحِہٖ فَھُوَ مَالُہٗ وَالَّذِیْ یَتْبَعُہٗ اِلٰی قَبْرِہٖ فَھُوَ اَھْلُہٗ وَالَّذِیْ یَتْبَعُہٗ اِلٰی مَحْشَرِہٖ فَھُوَ عَمَلُہٗ (احمد)

ترجمہ :- انسان کے تین دوست ہیں۔ ایک دم نکلنے تک ساتھ رہتا ہے دوسرا قبر تک ساتھ دیتا ہے تیسرا حشر تک ساتھ نہیں چھوڑتا۔ پہلا دوست اس کا مال ہے۔ دوسرا اس کے گھر والے ہیں۔ تیسرا دوست اس کا عمل جو حشر تک اس کے گلے کا ہار بنا رہتا ہے یا گردن کا طوق ہوتا ہے۔

بس آخر تک ساتھ رہنے والے دوست کو بنا اور سب سے پہلے چھوڑنے والے کو سب سے پہلے چھوڑ۔ وہ تجھے بعد میں چھوڑے تو اس کو آج چھوڑ۔ وہ تجھ سے ٹھہر کر بے رُخی کرے تو آج اس سے بے رُخی برت۔ دیکھ مال میں وہ خطرات ہیں جو تو کسی چیز میں نہیں پائے گا۔ حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے فرمایا کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں جو اگلوں اور پچھلوں نے کبھی نہیں سُنیں یعنی وہ مصیبتیں جو بندہ پر موت کے وقت گرتی ہیں۔ پوچھا گیا حضرت وُہ کیا گیا؟ فرمایا یُؤْخَذُ مِنْہُ کُلُّہٗ وَ یُسْئَلُ عَنْہُ کُلُّہٗ۔

ترجمہ :- مرتے وقت ادھر تو سب مال چھنتا ہے۔ ادھر سب کا حساب گردن پر آتا ہے۔

ہاتھ مال سے خالی ہے۔ اور گردن جواب دہی کے بوجھ سے بھاری ہے۔ مال خود گیا مگر حساب سب کا چھوڑ گیا۔ نقل ہے کہ محمد بن کعب قرظی کو بہت کچھ مال ملا مگر انہوں نے اس کو راہ خدا میں لٹایا آپ سے کہا گیا کہ کاش اس کو اپنے بعد اپنے بیٹے کے لئے چھوڑتے۔ فرمایا کہ اس کو تو میں خود اپنے لئے اپنے پروردگار کے پاس ذخیرہ بناتا ہوں۔ اور اپنے پروردگار کو اپنے بیٹے کے لئے کارساز چھوڑ جاتا ہوں۔ سچ ہے۔ مال انسان کا در اصل وہی ہے جو وہ خدا کی راہ میں صرف کرکے آخرت کے لئے بھیجتا ہے۔ اور اپنی عافیت کے لئے ذخیرہ کرتا ہے باقی سب غیروں کا ہے ابھی نہیں تو کچھ دن بعد انسان کی حیثیت محض چوکیدار اور رکھوالے کی سی ہے جو دوسرے کے مال کی اپنے مال کے دھوکے میں حفاظت کر رہا ہے۔

دنیا کے مال کی حقیقت

ایک جگہ حضرت ابوہریرہؓ کے ذریعہ ارشاد نبویؐ ملتا ہے جو مالداروں کو خوابِ غفلت سے جگاتا ہے۔ ان کی آنکھوں پر سے غفلت کی پٹی کھولتا ہے۔ فرمان ہے یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَھَلْ لَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ (مسلم)

ترجمہ :- آدم کا بیٹا کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے حالانکہ اے ابن آدم (انسان) تیرے مال میں سے تجھ کو کچھ نہیں ملتا مگر صرف اتنا جتنا کہ تو نے کھایا اور خراب کیا پہنا اور پھاڑ ڈالا، اور خیرات کیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کیا۔

بس دنیا کے مال کی یہی حقیقت ہے کہ یا تو اس کو انسان نے زبان کا چٹخارہ اور پیٹ کا لقمہ بنایا اور پھر غلاظت کی شکل میں اس کو مٹی میں ملایا یا اس کو تن کی زیبائش و آرائش کا سبب ٹھہرایا اور ایک روز اس کو پُرانا کرکے تن سے جُدا کیا یا پھر اللہ کی راہ میں اس کو لٹایا اور یوں اس کو ذخیرہ آخرت بنا کر آگے چلایا۔ اب یہی آخری مال آخرت تک جاتا ہے اور مالک سے پہلے مالک حقیقی تک پہنچتا ہے راستہ کو نہیں منزل کو بناتا ہے ایک جگہ اور بھی صاف ارشاد ہے اور اس میں چار مال بتائے ہیں۔ فرمان گرامی ہے۔ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَ اِنَّ مَالِہٖ ثَلٰثٌ مَا اَکَلَ فَاَفْنٰی اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی اَوْ اَعْطٰی فَاَقْتَنٰی وَ مَا سِوٰی ذَالِکَ فَھُوَ ذَاھِبٌ وَ تَارِکُہٗ لِلنَّاسِ (مسلم)

ترجمہ :- بندہ کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں

سے صرف تین قسم کے مال اس کے ہیں ایک وہ جو اُس نے کھایا اور ختم کیا دوسرا وہ جو اس نے پہنا اور پھاڑا تیسرا وہ جو اُس نے خدا کی راہ میں دیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کیا۔

ان تینوں قسم کے مالوں کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب یہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے مال کی تین قسمیں بتائیں۔ چوتھی قسم کو غیروں کا مال بتایا مگر اے انسان تیرا مال درحقیقت وہ بھی نہیں۔ جو کھایا اور پہنا کیونکہ وہ مال جو گھنٹوں اور دنوں میں تیرا ساتھ چھوڑے۔ فنا کی نذر ہو، عدم کے سپرد ہو۔ اس کا لطف وقتی اور عارضی ہو یا زبان کا مزا ہو یا لباس کا دکھاوا ہو وہ دراصل مال نہیں وبال ہے مال نہیں خواہش کا جال ہے مال تو وہ ہے جو تو فنا کے لئے نہیں بقا کے لئے جوڑے، وقتی فائدہ نہیں دائمی فائدہ اُس سے اٹھائے۔

اے دنیا کے مسافر! دیکھ دنیا سے دنیا نہیں آخرت بنا۔ تجھ کو دنیا میں رہنے کے لئے نہیں گذرنے کے لئے بھیجا ہے تو کھونے کے لئے نہیں بنانے کے لئے آیا ہے اس لئے عقل کا تقاضا ہے کہ تو اس راہ دنیا سے گذرنے کے بعد کی سوچے اور وہاں کی فکر وہاں نہیں یہیں سے کرے۔ یہاں کی غفلت میں وہاں کی حسرت ہے۔ یہاں کی بیداری میں ابدی سعادت ہے۔ آج جو دنیا پر فریفتہ ہوا وہ آخرت میں جا کر سخت حیران و سراسیمہ ہوا۔ اور اپنی نجات کی کوئی راہ نہ نکال سکا۔ اس سے صاف کہہ دیا گیا ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝

ترجمہ:- یعنی یہ اس کی وجہ ہے جو آگے بھیج چکے ہیں تیرے دونوں ہاتھ اور اس لئے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

بس یہ تیرے کئے کو تک رہے ہیں جو آج تیرے سامنے ہیں۔ یہ تیرے اپنے ہاتھوں کے کرتوت ہیں جن کا مزا تو آج چکھ رہا ہے۔ تو دنیا کی راہگذر میں آج کا دھیان رکھتا، راحت کا سامان مہیا کرتا تو راحت پاتا۔ لیکن تو نے تو سارا راستہ غفلت میں کاٹا تو یہاں آکر سر پیٹا۔ دنیا میں خوب بہکا تو یہاں آکر اس کا خمیازہ بھگتا اللہ تعالٰی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جو جیسا کرتا ہے اس کو ویسا ہی بدلہ دیتا ہے۔ اچھے کو اچھا بُرے کو بُرا۔ لیکن تو نے تو اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری اور اپنی قسمت اپنے ہاتھوں پھوڑی۔

اے آخرت کے راہی اور سُن مال کی تباہ کاری۔ دنیا کا مال جس پر تو فدا ہے۔ جس کے پیچھے تو نے دین گنوایا ہے آخرت کو بگاڑا ہے۔ جانتا ہے وہ کیا کر دکھاتا ہے۔ اس کے پیچھے جس قدر لگے گا اسی قدر وہ تجھ کو پکڑے گا۔ تو جتنا مال چاہے جمع کرلے، جس قدر چاہے جوڑ لے تسلی کو ترسے گا تشفی نہ پائے گا، آرزو اور بڑھے گی خواہش دو چند ہوگی۔ تو گویا مال کے لئے ہیضہ کے اس مریض کی مانند ہوگا جس کو اگر گھڑے کے گھڑے پانی کے پلائے جائیں تب بھی ہائے پیاس ہائے پیاس پکارتا رہے گا۔ یا اُس بیمار کی طرح ہوگا جس کو "جوع البقر" ہو کہ اگر غلہ کے انبار کے انبار اس کو کھلا دئے جائیں تو بھوک بھوک کی صدائیں لگاتا رہے گا۔ اور تسلی کسی صورت سے نہ پا سکے گا۔ تیرے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف فرمان ہے جو محتاجوں کے لئے بشارت کا کھلا پیغام ہے۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا حَمَاہُ الدُّنْیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمْ یَحْمِیْ سَقِیْمَہُ الْمَاءَ (ترمذی)

ترجمہ:- جب اللہ تعالٰی کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد عالی ہے:- اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِحَقِّہٖ وَوَضَعَہٗ فِیْ حَقِّہٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَۃُ ھُوَ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِغَیْرِ حَقِّہٖ کَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَیَکُوْنُ شَھِیْدًا عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری مسلم)

ترجمہ:- یعنی دنیا کا یہ مال سبز اور خوشگوار تر و تازہ اور لذیذ ہے جو شخص اس کو جائز طریقہ پر حاصل کرلے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو یہ مال اس کے حق میں اس شخص کے مانند ہو جاتا ہے جو کھانا کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ یہ مال قیامت کے دن اس کا شاہد ہوگا۔

گویا مال انسان کے دل میں حرص کا بیج بوتا ہے صبر کو کھوتا ہے۔ ہر وقت زیادتی کی فکر میں رکھتا ہے۔ غرض اسی دھن میں زندگی کو برباد کرتا ہے۔ دنیا کو بھی تلخ کرتا ہے اور آخرت کو بھی بدمزہ بناتا ہے۔

محمد شفیع عمرالدین ۔ سانگھڑ

تباہ کن رکاوٹیں

اگر سلامتی کے جویاں ہو۔ تو ان رکاوٹوں سے بچو۔ ورنہ یہ رکاوٹیں ہلاکت اور بربادی کے چاہِ عمیق میں دھکیل دیں گی۔

پہلی رکاوٹ کفر ہے

کفر ایمان کے متضاد شئے ہے۔ اور کافر کا ٹھکانا دوزخ ہے:۔

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○ (قٓ ۔ آیت ۲۴ ۔ ۲۵)

ترجمہ:۔ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔ جو نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھیرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ

(پ ۱۰ ۔ رکوع ۱۵)

ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے اس میں پڑے رہیں گے وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

ان کی بخشش مرنے کے بعد ہرگز نہ ہوگی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔

(سورۃ محمد آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۔ پھر مر گئے۔ درآنحالیکہ وہ کافر تھے۔ سو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

(اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

دوسری رکاوٹ شرک ہے

مشرک پلید ہیں:۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ۔

(سورہ توبہ ۔ ع ۴)

ترجمہ:۔ مشرک تو پلید ہیں۔

ان کے لئے ہلاکت ہے:۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○

(حٰمٓ سجدہ ۔ آیت ۶)

ترجمہ:۔ اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے۔

ان کے اعمال بار آور نہ ہونگے

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(الزمر ۔ آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

لہٰذا شرک کرنا ظلم ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

(لقمٰن ۔ آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے:۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

(التوبہ ۔ آیت ۱۱۳)

ترجمہ:۔ پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے دعا کریں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔ جبکہ ان پر ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔

حدیث

اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے گناہوں کو بخشتا ہے۔ جب تک بندہ اور رحمتِ حق کے درمیان پردہ نہ ہو۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) پردہ کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ آدمی شرک کی حالت میں مرے۔

(مشکوٰۃ)

(اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

تیسری رکاوٹ نفاق ہے

منافق ذو وجہین ہیں:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

(البقرہ ۔ آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

"منافق ذو وجہین ہیں:۔ مسلمانوں میں مسلمان بنتے ہیں۔ اور اعدائے اسلام میں ان کے بہی خواہ اور ہم مشرب کہلاتے ہیں"

منافق جھوٹے ہیں:۔

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا

نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

(المنفقون - آیت ۱)

ترجمہ:- جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں - کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں -

"یعنی قائل نہیں غرض کو کہتے ہیں۔ (موضح القرآن)

حدیث میں منافق کی چار نشانیاں مذکور ہے (۱) امانت میں خیانت کرنا (۲) جھوٹ بولنا (۳) عہد کر کے توڑ ڈالنا (۴) لڑتے وقت گالیاں دینا۔ (مشکوٰۃ)

ان کی سزا دوزخ ہے:-

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

(النسآء آیت ۱۳۸-۱۳۹)

ترجمہ:- منافقوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے - وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں سو ساری عزت اللہ کے قبضہ میں ہے -

(۲) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

(النسآء۔ آیت ۱۴۵)

ترجمہ:- بے شک منافق دوزخ کے سبب سے نچلے درجہ میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

(۳) اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

(النسآء - آیت ۱۴۰)

ترجمہ:- اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے -

منافق ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط هِيَ حَسْبُهُمْ ج وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(التوبہ - آیت ۶۸)

ترجمہ:- اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے وہ اس میں پڑے رہیں گے - وہی انہیں کافی ہے - اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے - اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے -

چوتھی رکاوٹ اپنی خواہشات کا بندہ بننا ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الجاثیہ - آیت ۲۳)

ترجمہ:- بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا - اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا - اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا - پھر اللہ کے بعد کون اسے ہدایت کر سکتا ہے - پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح:-

یعنی اللہ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے - اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے - یا یہ مطلب ہے کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا -

جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے، جدھر اس کی خواہش لے چلے اُدھر ہی چل پڑے اور حق وناحق کو جانچنے کا معیار اس کے پاس یہی خواہش نفس رہ جائے - اللہ تعالےٰ بھی اُسے اُس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے - پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں - نہ دل سچی بات کو سمجھتا ہے نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے - ظاہر ہے کہ اللہ جس کو اس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے - کون سی طاقت ہے جو اس کے بعد اسے راہ پر لے آئے"۔

یہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۝ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

(الفرقان - آیت ۴۴)

ترجمہ:- کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں - یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں - بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ :-

"یعنی آپ ایسے ہوا پرستوں کو راہ ہدایت پر لے آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں جن کا معبود ہی محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئی ادھر جھک پڑے جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی جو مخالف ہوئی رد کر دی۔ آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا، اسے پوجنے لگے۔ کل دوسرا اس سے خوبصورت مل گیا پہلے کو چھوڑ کر اس کے آگے سر جھکا دیا۔

یعنی کیسی ہی نصیحتیں سنایئے یہ تو چوپائے ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر۔ انہیں سننے یا سمجھنے سے کیا واسطہ۔ چوپائے تو بہرحال اپنے پرورش کرنے والے مالک کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں اپنے محسن کو پہچانتے ہیں۔ نافع اور مضر کی شناخت رکھتے ہیں کھلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ان بدبختوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق و رازق کو پہچانا، نہ اس کے احسانات کو سمجھا، نہ بھلے برے کی تمیز کی، نہ دوست دشمن میں فرق کیا، نہ غذائے روحانی اور چشمۂ ہدایت کی طرف قدم اٹھایا۔ بلکہ ان سے کوسوں بھاگے۔ اور جو قوتیں خدا تعالےٰ نے عنایت کی تھیں اُن کو معطل کئے رکھا بلکہ بے موقع صرف کیا اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیتے تو اس کارخانۂ قدرت میں بے شمار نشانیاں موجود تھیں۔ جو نہایت واضح طور پر اللہ تعالےٰ کی توحید و تنزیہہ اور اصول دین کی صداقت و حقانیت کی طرف راہبری کر رہی ہیں۔ جن میں سے بعض نشانیوں کا ذکر اگلی آیت میں کیا گیا ہے۔

خواہشات کے بندے کی تباہی ہے :-

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ۝ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۝

(الشمس۔ آیت ۹-۱۰)

ترجمہ :- بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا۔ بے شک وہ غارت ہوا جس نے اس کو آلودہ کر لیا۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ :-

نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کرے اور عقل کو شریعت الٰہیہ کا تابعدار بنائے تاکہ روح اور قلب دونوں تجلی الٰہی کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

خاک میں ملا چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ نفس کی باگ یکسر شہوت و غضب کے ہاتھ میں دے دے۔ عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھے گویا خواہش اور ہویٰ کا بندہ بن جائے۔ ایسا آدمی جانوروں سے بدتر اور ذلیل ہے۔

(تنبیہہ) قد افلح من زکّٰھا و قد خاب من دسّٰھا۔ جواب قسم ہے اور ان کو مناسبت قسموں سے یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت سے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی، دن کا اُجالا اور رات کا اندھیرا، آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا اور نفس انسانی میں خیر و شر کی متقابل قوتیں رکھیں۔ اور دونوں کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی بھی قدرت دی۔ اُسی طرح متضاد و مختلف اعمال پر مختلف ثمرات و نتائج مرتب کرنا بھی اُسی حکیم مطلق کا کام ہے۔ خیر و شر اور ان دونوں کے مختلف نتائج کا عالم میں پایا جانا بھی حکمت تخلیق کے اعتبار سے ایسا ہی موزوں اور مناسب ہے جیسے اندھیرے اور اُجالے کا وجود۔"

پانچویں رکاوٹ دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینا ہے

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝

(النزعٰت ۳۷-۴۰)

ترجمہ :- سو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

یہ صریح خسارے میں ہیں :-

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ ھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝

(کہف آیت ۱۰۳-۱۰۴)

ترجمہ :- کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

"یعنی جو دوڑ کی سو واسطے دنیا کے، اور آخرت ویران رکھی۔

(موضح القرآن)

ایسوں کی آخرت برباد ہے :-

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا

وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ہود۔ آیت ۱۵-۱۶)

ترجمہ:۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں۔
اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا یہ وہی ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا جو کچھ کمایا تھا۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی:۔

"یعنی ایسے ثبوت کے بعد جو شخص قرآن پر ایمان نہیں لاتا۔ یا اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور فانی ٹیپ ٹاپ ہی کو قبلۂ مقصود ٹھہرا کر عملی جد و جہد کرتا ہے۔

اگر

بظاہر کوئی نیک کام مثلاً خیرات کرتا ہے تو اس سے بھی آخرت کی بہتری اور خدا کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی۔ محض دنیوی فوائد کا حاصل کر لینا پیش نظر ہوتا ہے۔

ایسے لوگوں

کی بابت خواہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین یا منافقین یا دنیا پرست ریاکار مسلمان۔ بتلا دیا کہ دنیا ہی میں ان کا بھگتان کر دیا جائے گا۔ جو اعمال اور کوشش وہ حصول دنیا کے لئے کرینگے ان کے کم و کیف کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ اپنے علم و حکمت سے جس قدر مناسب جانے گا اور دنیا چاہے گا یہیں عطا فرمائے گا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر جو خیرات وغیرہ کے کام کرے اُس کی یہ فانی اور صوری حسنات جو روح ایمان سے یکسر خالی ہیں۔ دنیا میں رائیگاں نہیں جاتیں ان کے بدلہ میں خدا تعالےٰ تندرستی، مال، اولاد، عزت و حکومت دے کر کھاتہ پورا کر دیتا ہے۔

مرنے کے بعد

دوسری زندگی میں کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔ جس طرح کی سزا تجویز ہو چکی ہے وہ کبھی اس سے ٹلنے یا کم ہونے والی نہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

(بنی اسرائیل۔ ع ۲)

ترجمہ:۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سر دست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر رہیگا۔

دنیا پرست عالم، متصدق اور مجاہد

کے حق میں جو وعید آئی ہے۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ ان سے محشر میں کہا جائے گا کہ جس غرض کے لئے تو نے علم سکھایا یا صدقہ و جہاد کیا وہ دنیا میں حاصل ہو چکی۔ اب ہمارے پاس تیرے لئے کچھ نہیں۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ (اعاذنا اللہ منہا)

(لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ) یعنی ان اعمال پر دوزخ کے سوا اور کسی چیز کے مستحق نہیں۔ کفار ابدی طور پر اور ریاکار مسلمان محدود مدت کے لئے۔ ہاں خدا تعالےٰ بعض مومنین کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے وہ الگ بات ہے۔

(وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا) یعنی دنیا میں جو کام دنیوی اغراض کے لئے کئے تھے آخرت میں پہنچ کر ظاہر ہوگا کہ سب برباد ہوئے اور ریاکاری اور دنیا پرستی کے سلسلہ میں بظاہر جو نیکیاں کمائی تھیں سب یوں ہی خراب گئیں۔ یہاں کوئی کام نہ آئیں۔

بقیہ اداریہ صـ۶ سے آگے

کا قانون دان، مرض و صحت کا ڈاکٹر، کھیتی باڑی کا ماہرین زراعت غرضیکہ جس شعبے کا کام ہو اسی کے ماہرین اس کو حل کر سکتے ہیں۔ ایسا ناممکن ہے کہ کسی آرہ کش کو گھڑی سازی کی دعوت دی جائے اسی اصول کے مطابق جس میں کسی ایک عقلمند کو اختلاف نہیں ہو سکتا اسی طرح کے قوانین کے فیصلے یا تشریح کے لئے قابل اعتماد علماء شریعت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور علماء شریعت کوئی ذات نہیں ہے نہ کوئی خاص قوم ہے۔ بلکہ جس نے قرآن پاک اور حدیثِ رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کے غوامض و دقائق میں تفقّہ حاصل کر لی وہی عالم شریعت ہے بشرطیکہ وہ اس علم سے مشہور و معروف ملاحدہ کی طرح شیطان کی پشت پناہی یا نیابت نہ کر رہا ہو۔ ان مسائل میں ایسا نہ کرنا چاہئے جیسے سابق وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کے عہد میں جب کہ سابق صوبہ سرحد میں خواجہ صاحب کے حامی بیرسٹر عبدالقیوم صاحب کا طوطی بول رہا تھا اور انہی دونوں کا سب سے زیادہ تعاون تھا اس وقت اسلام اسلام کا بڑا چرچا ہوا مگر آخری فیصلہ پارلیمنٹ کی اکثریت پر چھوڑا گیا تھا خیال فرمائیں کہ دین کا فیصلہ ووٹوں سے ہونے لگے تو دین بازیچۂ اطفال نہ بنے گا؟ یہاں دو باتیں ہیں۔ ایک بحث یہ ہے کہ آیا حکم شرعی یہ ہے یا وہ۔ اس کا فیصلہ تو شریعت جاننے والوں کے سوا دوسرے نہیں کر سکتے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آیا معزز ممبر حضرات اس حکم کو مانتے ہیں یا نہیں۔ یہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ یہ بحث کسی شرعی حکم میں مسلمانوں کی شان سے بعید ہے۔ یہاں حکومت کا فرض بدل دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہمارا صدر یا امیر سخت سزا دے گا۔ مسلمان حکمران شریعت پناہ کہلاتا ہے اور سلطان کو ظل اللہ

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حدود شریعت کا نگہبان اور احکام خداوندی کے نفاذ میں خدائے برتر کا نائب ہوتا ہے۔ وہ خدائی احکام کا پشت پناہ ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُس کی حفاظت کے ذمہ دار۔ وہ دین کی مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ قطعی وعدہ کے مطابق اُس کی نصرت فرماتے ہیں۔ مندرجہ بالا سطور کی روشنی ہی میں علماء آج کل کی مغربی جمہوریت کو غلط کہتے ہیں۔ جس میں اکثریت کے بت کی پوجا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کو خدائی احکام کے مقابلہ میں بھی لا کھڑا کیا جاتا ہے۔

۳۔ تیسری بحث یہ ہے۔ کہ بنیادی جمہوریتوں کے گذشتہ انتخابات اس اعلان کے ساتھ نہیں ہوئے نہ لوگوں نے ان کو شرعی قوانین پر غور کرنے کے لئے ووٹ دئے ہیں حکومت کو اختیار ہے کہ ان کونسلوں اور جمہوریتوں سے جو ملکی اور ملّی کام چاہے لے .... مگر ان کو یہ مقام نہیں دیا جا سکتا کہ ان کی اکثریت سے شرعی احکام کے فیصلے ہوں۔ ہاں حکومت بحیثیت مسلم حکمران کے مجاز ہے کہ وہ خود تحقیقات کرے اور تحقیقات کرائے اور اہل علم و فضل حضرات کو بلائے اور اہم مسائل کو حل کرے۔ ایسا ہر زمانہ میں ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرات جانشینان رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ کا مشاورتی اجلاس بلا لیا کرتے۔ اس پاک زمانہ کے بعد خلافت بنو امیّہ اور پھر خلافتِ عباسیہ میں بھی علمی مباحث کا چرچا تھا۔ دربار میں عمائد امّت کی گفتگوئیں ہوتیں۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ جیسے اکابر ملّت سرکاری طور پر مدعو ہوتے اور بڑے بڑے علمی عقدے حل فرماتے جو اختیارات اللہ تعالےٰ نے صدر مملکت کو دئے ہیں وہ خود ہی ان سے کام لیں۔ ہمارا یقین ہے کہ حکومت اور علمائے حق کا مخلصانہ تعاون ہی ملکی ترقی و استحکام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

بقیہ بچوں کا صفحہ صـ۱۹ سے آگے

کا کیا مقصد تھا۔ (ترغیب)

حضرت ابوالدرداءؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کا خوف اور ڈر ہے کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے مجھے آواز دی جائے۔ میں عرض کروں "لبّیک ربّی" میرے رب میں حاضر ہوں۔ وہاں سے مطالبہ ہو کہ اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا؟

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب والا وہ عالم ہے جس کے علم سے اُس کو نفع نہ ہو۔

حضرت عمارؓ بن یاسر فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ قیس کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ میں نے جا کر دیکھا کہ وہ وحشی اونٹوں کی طرح سے ہیں۔ اُن کا ہر وقت دھیان اپنے اونٹ اور بکری میں لگا رہتا ہے۔ ان کے سوا کوئی دوسرا فکر ہی ان کو نہیں (ہر وقت بس دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہیں) میں وہاں سے واپس آ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کر کے آئے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال بیان کر دیا اور (دین سے) ان کی غفلت کی خبر سنائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عمار! اس سے زیادہ تعجب کی بات اُس قوم کی حالت ہے۔ جو عالم ہونے کے باوجود (دین سے) ایسے ہی غافل ہو جیسا کہ یہ غافل ہے۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس امّت پر زیادہ خوف منافق عالم کا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ منافق عالم کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زبان کا عالم، دل اور عمل کا جاہل یعنی تقریر تو بڑی چھکے دار کرے مگر عمل کے وقت صفر۔

بچوں کا صفحہ

خود بے عمل اور دوسروں کو نصیحت

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں کثرت سے نقل کی گئی ہیں ان میں یہ دعا بھی بکثرت وارد ہے کہ "اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص (یعنی ایک نوع آدمیوں کی، چاہے اس نوع میں کتنے ہی آدمی ہوں) لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا جس سے اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ ان کے گرد اس طرح گھومے گا جیسا کہ چکی کا گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے۔ (یعنی جیسا کہ جانور گدھا بیل وغیرہ آٹا پیسنے کی چکی کے چاروں طرف گھومتا ہے) جہنم کے لوگ اُس کے چاروں طرف جمع ہو جائیں گے اور اُس سے دریافت کریں گے کہ تجھے کیا ہؤا تُو تو ہم کو بھی اچھی باتوں کا حکم کرتا تھا، بُری باتوں سے روکتا تھا۔ وہ جواب دے گا کہ میں تم کو اس کا حکم کرتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے شب معراج میں ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ جہنم کی آگ کی قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں۔ میں نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زبانیہ ایسے پڑھے لکھے کو جو فسق میں مبتلا ہوں، کافروں سے بھی پہلے پکڑینگے۔ وہ کہیں گے یہ کیا ہؤا کہ ہماری پکڑ کافروں سے بھی پہلے ہو رہی ہے ان کو جواب دیا جائے گا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔ (ترغیب)

یعنی تم نے باوجود جاننے کے یہ حرکتیں کیں۔ زبانیہ فرشتوں کی وہ سخت ترین جماعت ہے جو لوگوں کو جہنم میں پھینکنے پر مامور ہے۔ سورۂ اقرأ میں بھی ان کا ذکر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ بعض جنّتی بعض جہنّمی لوگوں کے پاس جا کر کہیں گے کہ تُمہیں کیا ہؤا۔ تم یہاں پڑے ہو۔ ہم تو تمہاری وجہ سے جنت میں گئے ہیں کہ تم ہی سے ہم نے علم سیکھا تھا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم دوسروں کو تو بتاتے تھے، خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار حضرت حسن بصریؒ کے ذریعہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھی وعظ کہتا ہے حق تعالےٰ شانہٗ اُس سے قیامت کے دن مطالبہ فرمائینگے کہ اس کا کیا مقصد تھا (یعنی اس سے کوئی دنیاوی غرض تھی۔ مال و منفعت یا جاہ و شہرت یا خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کہا تھا) حضرت مالکؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ مالکؒ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو اتنا روتے کہ آواز نہ نکلتی پھر یوں فرماتے۔ تم سمجھتے ہو کہ وعظ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے (یعنی میرا دل خوش ہوتا ہے) حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے قیامت کے دن اس کا سوال ہوگا کہ اس وعظ کا

(باقی ص۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

"فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا"